قبر کے سوال میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کی تحقیق

بکثرت احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فرشتے سوال میں یہ کہیں گے کہ:

ما کنت تقول فی ھٰذا الرجل۔ تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے تھے؟

علامہ سیوطی لکھتے ہیں!

شیخ الاسلام حافظ العصر حافظ ابن حجر سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا میت کے لیے کشف کر دیا جائے گا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لے؟ تو حافظ ابن حجر نے یہ جواب دیا کہ: کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ میت کے لیے کشف کیا جائے گا البتہ بعض غیر مستند علماء نے بغیر کسی شرعی دلیل کے یہ دعویٰ کیا ہے۔ البتہ حدیث میں وارد ہے "اس شخص" اس سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ اشارہ کا یہ تقاضا ہے کہ میت کے لیے آپ کو منکشف کر کے، آپ کی طرف اشارہ کر کے سوال کیا جائے کہ تم ان کے متعلق کیا کہتے تھے؟ لیکن یہ دلیل نہیں ہے کیونکہ میت کے ذہن میں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تصور موجود ہے یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ [1]

ملا علی قاری اس بحث میں لکھتے ہیں،

امام احمد اور امام طبرانی کی روایت میں ہے: "تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے تھے"؟ علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ اشارہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور میت کے درمیان جو حجابات ہیں ان کو اٹھا دیا جائے حتیٰ کہ وہ آپ کو دیکھ لے، اور اس سے آپ کے متعلق سوال کیا جائے، کیونکہ اس قسم کی چیز احتمال سے ثابت نہیں ہوتی، علاوہ ازیں یہ امتحان کا موقع ہے اور آپ کی شخصیت کریمہ کو نہ دیکھنا امتحان کے زیادہ قریب اور مناسب ہے، (ملا علی قاری فرماتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ بات صحیح ہو تو یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی زیارت بعض (مومنین) کے لیے مفید ہو اور بعض (کفار) کے

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ، شرح الصدور ص ۶۰، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر

[2] " " " ، شرح الصدور ص ۶۰، " " "

لیے مفید نہ ہو، اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ قبر میں صرف ان کو آپ کی زیارت کرائی جائے گی جنھوں نے دنیا میں آپ کی زیارت کی تھی اور جو آپ کی شخصیت مبارکہ کے دیدار سے مشرف ہوئے تھے ۔ [1]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

لفظ هٰذا کے ساتھ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے یہ یا تو اس وجہ سے ہے کہ آپ کی رسالت مشہور ہے اور آپ کا تصور ہمارے ذہنوں میں حاضر ہے، یا قبر میں آپ کی ذات حاضر کی جائے گی، بایں طور کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک مثال لائی جائے گی، تاکہ آپ کے جان فزا جمال کے مشاہدہ سے اس سوال کی مشکل حل ہو جائے اور جو مسلمان آپ کے فراق کی ظلمت میں گرفتار تھے آپ کی ملاقات کے نور سے ان کا دل روشن اور شاد ہو جائے، اس حدیث میں آپ کے عشاق پریشاں کو یہ نوید اور بشارت ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق میں کوئی عاشق زار راہ خدا میں جان دے دے تو یہ عین مقصود ہے، اگر آپ کے رخ انور کے دیدار کی نعمت مل جائے تو ایک موت تو کیا ہزار موتیں بھی آجائیں تو کیا غم ہے ۔ [2]

علامہ عبدالعزیز پرہاروی لکھتے ہیں:

یہ اشارہ یا تو اس وجہ سے ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ذہنوں میں حاضر ہیں اور یا اس وجہ سے ہے کہ آپ کی صورت میت پر منکشف کر دی جائے گی، پہلا احتمال شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کا مختار ہے۔ شیخ محی الدین صاحب فتوحات نے کہا ہے کہ وصف رسالت کے بغیر صرف یہ کہنا کہ تم اس شخص کو کیا کہتے تھے ____ شدید امتحان ہے۔ [3]

مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ "هٰذا" کو اشارہ حسیہ کے لیے وضع کیا گیا ہے اور اس میں حقیقت یہ ہے کہ اس کا مشار الیہ خارج میں محسوس اور موجود ہو اور هٰذا کے ساتھ اشارہ ذہنیہ کرنا مجاز ہے۔

عارف جامی لکھتے ہیں:

اسماء الاشارة ما وضع لمشار اليه اشارة حسية بالجوارح والاعضاء لان الاشارة عند اطلاقها حقيقة فى الاشارة الحسية فلا يرد ضمير الغائب وامثاله فانها للاشارة الى معانيها اشارة ذهنية لا حسية ومثل ذلكم الله ربكم مما ليست الاشارة اليه حسية محمول على التجوز ۔ [4]

اسماء اشارہ کو مشار الیہ کی طرف ظاہری اعضاء سے اشارہ حسیہ کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے کیونکہ جب مطلقاً اشارہ کیا جائے تو وہ اشارہ حسیہ میں حقیقت ہے اور ضمیر غائب سے اعتراض نہ کیا جائے کیونکہ ان کے ساتھ ان کے معانی کی طرف اشارہ ذہنیہ کیا جاتا ہے نہ کہ حسیہ اور ذٰلکم اللہ ربکم میں جو اشارہ حسیہ نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مجاز پر محمول ہے (مجاز کا قرینہ یہ ہے کہ

---

[1] ۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۱ ص ۱۹۹، مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[2] ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۱۵، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

[3] ۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی، نبراس ص ۳۱۹، مطبوعہ مطبع قادریہ لاہور، ۱۳۹۷ھ

[4] ۔ علامہ عبدالرحمان جامی متوفی ۸۹۸ھ، الفوائد الضیائیہ (شرح جامی) ص ۲۴۲، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کمپنی، کراچی

چونکہ ہر چیز اللہ کے وجود اور اس کی ذات پر دلالت کرتی ہے تو شدت وضوح کی وجہ سے اس کو بہ منزلہ محسوس نازل کر دیا گیا۔ سعیدی غفرلہ)

اور جب یہ ممکن ہے کہ صاحب قبر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے درمیان جو حجابات ہیں ان کو اٹھا دیا جائے اور وضع اصل اور حقیقت کے مطابق لفظ ہٰذا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے یہ سوال کیا جائے کہ "تم اس شخص کو دنیا میں کیا کہتے تھے تو پھر میت کے ذہن میں حاضر معنی اور تصور کی طرف اشارہ کر کے کسی قرینہ اور ضرورت شرعیہ کے بغیر اس کو مجاز پر محمول کرنے کی کیا ضرورت ہے!

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض صالحین اور مقربین پر کرم فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں خود تشریف لے جائیں اور فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے سوال کریں: "تم اس شخص کے متعلق دنیا میں کیا کہتے تھے؟" اور عام مومنین کے لیے حجابات اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روضہ انور میں دکھا کر سوال کیا جائے اور کفار اور منافقین کو آپ کی مثال دکھا کر سوال کیا جائے کہ جن کی یہ مثال ہے تم ان کو دنیا میں کیا کہتے تھے؟"

البتہ اس جگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور وہ آپ کو پہچانتے نہیں ہیں ان سے یہ سوال کرنا کہ تم اس شخص کو کیا کہتے تھے یہ عدل اور انصاف سے بعید ہے اور یہ سوال اللہ تعالیٰ کی حکمت اور رحمت دونوں کے خلاف ہے اس لیے صحیح یہ ہے کہ دنیا میں ہر انسان کے ذہن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا تصور ہے، کافر ہو یا مومن اس کو یہ علم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور وہ دین اسلام کے داعی تھے، سو میت کے ذہن میں جو آپ کا تصور ہے اس کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا جائے گا کہ تم ان کے متعلق دنیا میں کیا کہتے تھے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام نسائی کی روایات میں یہ ہے کہ تم محمد کے متعلق کیا کہتے تھے؟ مومن صاحب قبر اس وقت یہ کہے گا: یہ اللہ کے رسول اور اس کے نبی ہیں۔ اور کافر کہے گا افسوس میں نہیں جانتا! اور یہ بھی ممکن ہے کہ جو شخص دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ کہتا رہا ہو اس وقت بھی وہی کہے سو اس وقت کوئی شخص یہ کہے گا:

میں یہ کہتا تھا:

وصرف ہمت بسوے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔ [1]	نماز میں شیخ اور اس کی مثل بزرگوں کی طرف توجہ کرنا خواہ رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں، اپنی گائے اور گدھے کی صورت کا تصور کرنے سے بہت زیادہ برا ہے۔

کوئی کہے گا کہ میں نے آپ کی ایک حدیث کا یہ معنی بیان کیا تھا:

یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں۔ [2]

---

[1] شیخ محمد اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ، صراط مستقیم ص ۸۶، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور

[2] شیخ محمد اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ، تقویۃ الایمان ص ۴۲، مطبوعہ مطبع علیمی لاہور

کوئی کہے گا میں یہ کہتا تھا:

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے (الی قولہ) پس اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ ہو۔ [1]

کوئی کہے گا میں یہ کہتا تھا:

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ [2]

حضرت حسان فرط عقیدت سے یوں کہیں گے:

واحسن منك لم تر قط عيني ۔۔۔ واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ من كل عيب ۔۔۔ كانك قد خلقت كما تشاء

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت کے ہاں پیدا نہیں ہوا، آپ کو ہر عیب سے مبرا پیدا کیا گیا۔ گویا آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق پیدا کیا گیا۔

مولانا جامی کہیں گے:

منم جامی بندۂ کمتر ینست ______ چوں جبریل بسیار داری غلامے

میں آپ کا سب سے کم مرتبہ غلام جامی ہوں، آپ تو حضرت جبریل جیسے بہت سے غلام رکھتے ہیں۔

شیخ سعدی کہیں گے:

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ۔

وہ اپنے کمال سے بلندیوں پر پہنچے، انھوں نے اپنے جمال سے اندھیرے دور کیے، ان کی تمام سیرت حسین ہے، ان پر اور ان کی آل پر صلوٰۃ بھیجو۔

اور مصنف کہے گا:

اور جو بشریت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا جزو ہے، اس کے افضل خلائق ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہو سکتا ہے، نور ہو یا کوئی اور عنصر تخلیق، آپ کے مادہ خلقت سے اس کو کیا نسبت ہے! اصل میں منشاء فضیلت آپ کی ذات ہے، بشر بھی اس لیے افضل ہے کہ آپ بشر ہیں، اگر آپ بشر نہ ہوتے تو بشریت کا یہ مقام نہ ہوتا! اگر آپ انسان نہ ہوتے تو انسانیت کو یہ عروج نہ ہوتا، انسانیت کا احترام بھی آپ سے ہے اور بشریت کی عزت بھی آپ سے ہے!

(شرح صحیح مسلم ج ۵ ص ۹۹)

[1] شیخ خلیل احمد انبیٹھوی متوفی ۱۳۴۶ھ، براہین قاطعہ ص ۵۲-۵۱، مطبوعہ مطبع بلالی ڈھور

[2] شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۴ھ حفظ الایمان ص ۴، مطبوعہ مکتبہ تھانوی، کراچی